احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (یوکے شاخ)

دارالسلام، ۱۵ سٹینلے ایونیو، ویمبلے، یوکے HA0 - 4JQ

یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

فون نمبر 01753 692654 / 020 8542 2024 / 020 8900 2348

بلٹن اکتوبر ۲۰۰۰ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اکتوبر میٹنگ

اسلام علیکم۔

آپ سے درخواست ہے کہ جماعت کی ہر میٹنگ میں خود شامل ہوں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی ساتھ لائیں۔

جائے وقوع :۔ دارالسلام

تاریخ :۔ ۱۱اکتوبر ۲۰۰۰ء

وقت :۔ ۳بجے سہ پہر

موضوع :۔ حکایات مسیح ناصری

ناصر احمد ایل ایل بی

ایمان اور موت

حضرت مرزا غلام احمد صاحب

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ رحمتہ

اگر انسان کا وجود اللہ تعالیٰ کے بغیر ہوتا تو کچھ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی۔ مگر اب تو ذرہ ذرہ کی حفاظت وہ ایک ذات کر رہی ہے۔ پھر کس بات کا غم اور خوف ہے۔ اس کی قدرتیں بھی عجیب ہیں اور اس کے تصرفات بے نظیر۔ قادر خدا کو مان کر مومن کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے، اسی میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ مومن اور غیر مومن میں ایمان کا ہی تو فرق ہے۔ دہریہ مزاج اور اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لانے والے کی زندگی اس وقت تک عمدہ اور بے خوف و خطر ہوتی ہے جب تک اس پر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا لیکن جب خفیف سی مشکلات بھی آکر ظاہر ہوتی ہیں تو اس کی عقل مار دیتی ہیں اور وہ ان کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کی امید اللہ تعالیٰ ہوتی ہی نہیں اور اسباب اُسے مایوس کر دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آ جانے پر بعض اوقات یہ لوگ خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ یورپ میں جہاں دہریوں کی کثرت ہے وہاں اس قدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ کسی اور ملک میں اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ ہم و غم اور مصائب کی برداشت نہیں کر سکتے۔ اُن کے دِل کمزور ہو جاتے ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے مومن قوی دل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا بھروسہ خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ اس پر اگر مصائب آئیں تو وہ اس کو پست ہمت نہیں بناتیں بلکہ وہ مصائب میں اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اُس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور سچ پوچھو تو ایمان کا مزہ اور لذّت اُنہیں دنوں آتی ہے اور ایمان اُنہیں ایام کے لئے ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں جبکہ نہ کوئی مالی غم ہو نہ جانی بلکہ ہر قسم کی آسائش اور امن ہو اس وقت کافر اور غیر کافر کی حالت یکساں ہو سکتی ہے لیکن مصیبت اور بیماری اور دوسری مشکلات میں ان باتوں کا امتحان ہو جاتا ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ سے قوی تعلق رکھتا ہے اور اُس کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے اور کون اُس کا شکوہ کرتا ہے اور اس سے ناراض ہوتا ہے۔ مصیبت اور سُکھ ایمان کا ایک کامل معیار ہے۔ اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ کون صبر کرتا ہے۔ صبر کیا ہے؟ یہ بھی ایمان ہی کا نتیجہ ہے۔ مصیبتوں میں جب مومن صبر کرتا ہے تو یہ صبر بھی ایک نئے رنگ کا صبر معلوم ہوتا ہے کہ کافر اس صبر میں مشابہت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ خدا تعالےٰ کا معاملہ بھی ایک نئے رنگ کا معاملہ ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک نیا خدا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس پر ایمان لاکر معرفت میں ترقی ہوتی ہے۔ جب مشکلات اور مصائب کی وجہ سے مومن دُعائیں کرتا ہے تو دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو وہ مصائب بجائے خود اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں دوسرے ان دعاؤں کے ذریعہ ان سے نجات بھی ملتی ہے اور اللہ تعالےٰ پر اور اس کی قدرتوں پر ایمان بڑھتا ہے۔ مصیبت سے انسان کی زندگی کبھی خالی نہیں رہ سکتی۔ کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی مصیبت انسان پر آہی جاتی ہے۔ خواہ بیماری کے رنگ میں ہو خواہ عزت و آبرہ کے متعلق یا مال و اسباب کی صورت میں ہو۔ لیکن مومن کی مصیبت اس پر سہل ہو جاتی ہے اور اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ وہ اس مصیبت کو اپنے لئے خدا تعالیٰ سے تعلقات بڑھانے کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے مگر وہی مصیبت بے ایمانوں کے لئے عذاب کے رنگ میں ہو جاتی ہے۔

کبھی دوسرے کو مصیبت میں دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ تو ایک عبرت کا مقام ہے۔ خود بھی اس کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر تسلی اور اطمینان پاتا ہے۔ وہ اپنے قلب میں تلخی اور عذاب کو محسوس نہیں کرتا۔ نہایت کار اس مصیبت کا انجام یہ ہو سکتا ہے کہ اگر تقدیر مبرم ہے تو موت آجاوے۔ لیکن اس سے کیا ہوا؟ دنیا کوئی ایسی جگہ تو ہے ہی نہیں جہاں کوئی ہمیشہ رہ سکے۔ آخر ایک دن اور وقت سب پر آتا ہے کہ اس دنیا کو چھوڑنا پڑے گا۔ پھر اگر اُسے موت آگئی تو ہرج کیا ہوا؟ مومن کے لئے تو یہ موت اور بھی راحت رساں اور وصال یار کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اس کی قدرتوں پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اگلا جہان اس کے لئے ابدی راحت کا

ہے۔ پس نری مصیبت خواہ بیماری کی ہو یا کسی اور قسم کی تکلیف عذاب کا موجب نہیں ہو سکتی بلکہ وہ مصیبت دُکھ دینے والا عذاب ٹھہرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور بھروسہ نہ ہو۔ ایسے شخص کو البتہ سخت عذاب ہوتا ہے اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ موت ہی نہ آوے تو یہ خیال خام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ناپائیدار قرار دیا ہے۔ ایسے شخص کے لئے دوسرے جہان میں سخت دردناک جہنم ہو گا جس کے لئے اُسے تیار رہنا چاہیے۔

موت آنے والی ہے۔ اس سے کسی کو چارہ نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ اس پیالہ کے پینے سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ خدا تعالیٰ کے تمام برگزیدہ بندوں اور انبیاء اور رُسل کو بھی اس راہ سے گذرنا پڑا تو اور کون ہے جو بچ جائے۔ حکیم اور فلاسفر جو سخت دل ہوتے ہیں اُن کو بھی یہ بات سُوجھ گئی ہے اور انہوں نے اعتراف کیا بلکہ موت کو ضروری سمجھا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ زمین تو ربع مسکون ہے اور اس میں بہت ہی تھوڑا حصہ آباد ہے۔ اگر وہ تمام لوگ جو ابتدائے آفرینش سے پیدا ہوئے اب تک زندہ رہتے تو ان کے رہنے کو کوئی جگہ اور مقام نہ ملتا۔ یہانتک کہ وہ کھڑے بھی نہ ہو سکتے۔ پس اس قدر کثرت خود چاہتی ہے کہ موت ہو تاکہ پہلے چلے جاویں تو دوسروں کے لئے جگہ ہو۔ موت کو یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے کہ مر کر انسان بالکل گم ہو جاتا ہے۔ نہیں بلکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹھری میں چلا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجھ میں آسکتی ہے کیونکہ خواب بھی گویا ہمشیرہ موت ہے۔ خواب میں بھی ایک قسم کا قبض روح ہی ہوتا ہے۔ دوسروں کے خیال میں جو سونے والے کے پاس بیٹھے ہیں وہ بالکل بیخبری اور محویت کے عالم میں ہیں۔ لیکن خواب دیکھنے والا معاً دوسرے عالم میں ہوتا ہے۔ اور وہ سیاحت کر رہا ہوتا ہے۔ اب بظاہر اس کے حواس اور قویٰ سب معطل ہوتے ہیں۔ لیکن سونے والا اور خواب دیکھنے والا خوب جانتا ہے کہ اس کے حواس اور قویٰ سب کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح پر مرنے والا موت کے بعد اپنے آپ کو معاً دوسرے عالم میں دیکھتا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ شخص جس نے اپنی عمر عزیز کو دنیا کے حصول میں ہی ضائع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کیا تھا وہ چونکہ ابھی بہت سے کاموں کو ناتمام اور ادھورا پاتا ہے۔ اس لئے اس پر حسرت اور افسوس کا استیلاء ہو جاتا ہے اور وہ موت اسے تلخ گھونٹ معلوم ہوتی ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسان سلبجگی پیدا نہ کرے اور اپنے اوقات کو ضائع نہ کرے۔ ہر لحظہ کو غنیمت سمجھ کر اور یہ یقین کر کے کہ شاید ابھی موت آجاوے مرنے کے واسطے تیار رہنا چاہیے۔ جب اس تیاری کی فکر دامنگیر رہے گی تو اس کا اثر یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان اپنے تعلقات کو بڑھائے گا اور اس دوسرے جہان میں آرام پانے کا خیال کرے گا۔

یہ خوب یاد رکھو کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جیسے زمیندار اپنے فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے دُکھ اور تکلیف اُٹھاتا ہے اسی طرح مومن کو اس کی حفاظت کے لئے کرنا چاہیے۔ تاکہ دوسرے جہاں میں آرام پاوے۔ اگر اب بے پروائی کریگا اور وقت کی قدر نہیں کرے گا تو پھر اس وقت سخت افسوس اور حسرت ہو گی جب اس جہان سے رخصت ہو کر دوسرے عالم میں جانا پڑے گا اور وہاں اس کے لئے بجز دُکھ اور درد کے اور کیا ہو گا؟ اس دنیا میں وہ اس دنیا کے ہمّ و غم میں مبتلا رہا اور اُس عالم میں اس ہمّ و غم کے نتائج ہیں۔

جو شخص اس عالم کے ہمّ و غم میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر بھی نہیں۔ اگر اسے یکدفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اس کا کیا حال ہو گا؟ موت تو ایک بازی گاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں تو قبل از وقت جاتا ہوں۔ ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے تیار نہ تھا۔ اگر تیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پر یقین کرے۔ اس لئے تمام راستبازوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اس وقت موت آجاوے تو کیا وہ تیار ہے یا نہیں؟ حافظ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

چو کار عمر ناپیدا است بارے آں اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

ان کا مطلب یہی ہے کہ ہر وقت تیار اور مستعد رہنا چاہیے۔ اور کسی وقت بھی اس تیاری سے بے فکر اور غافل نہ ہونا چاہیے ورنہ عذاب ہو گا۔ یہ بالکل صاف بات ہے کہ جو شخص ہر وقت سفر کی تیاری میں ہے اور کمربستہ بیٹھا ہے۔ اگر یکایک اُسے سفر کرنا پڑے تو اُسے کوئی تکلیف اور گھبراہٹ نہ ہو گی۔ لیکن اگر اس نے کبھی یہ خیال بھی نہیں کیا تو پھر ایسے موقع پر سخت گھبراہٹ کا سامنا ہو گا۔ ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

ولم یتفق حتیٰ مضی فی سبیلہ
وکم حسرات فی بطون المقابر

یعنی اس وقت تک اس امر سے اتفاق نہ کیا یہاں تک کہ کوچ کرنا پڑا۔ تب اقرار کیا کہ بہت ساری حسرتیں قبروں میں دفن کی گئی ہیں

مگر یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتی کہ انسان غفلت کی زندگی چھوڑ کر عالم آخرت کی تیاری میں لگا رہے۔ سننے کو تو ہر ایک کان سُن سکتا ہے کیونکہ سُننا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جبتک ایک مجلس میں بیٹھا ہے اس مجلس کی باتوں سے متاثر ہوتا ہے لیکن جب وہاں سے اُٹھتا ہے اور مجلس منتشر ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں گویا وہ وہیں کے لئے تھیں۔ ایسے لوگ سخت نقصان اُٹھاتے ہیں اور دفعۃً موت کے آجانے پر انہیں بہت کچھ حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے۔ موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔

فریدالدین عطارؒ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دوکان کرتے تھے۔ ایک دن صبح ہی صبح جب آکر انہوں نے دوکان کھولی تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ فریدالدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی بوہنی نہیں کی۔ فقیر نے ان کو کہا کہ اگر تو ایسا ہی دنیا کے دھندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی۔ فریدالدین نے اس کو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی۔ فقیر یہ سُن کر لیٹ گیا اور کہا لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ اور اس کے ساتھ ہی اُس کی جان نکل گئی۔ فریدالدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا۔ اسی وقت ساری دُوکان لُٹادی اور ساری عمر یادِ الٰہی میں گذار دی۔ یہ تیاری ہوتی ہے۔ تیاری میں رنج نہیں ہوتا۔ کشمکش ہو تو پھر رنج اور افسوس ہوتا ہے۔ (ملفوظات، جلد ۸، صفحہ ۴۶ تا ۵۲)

مسز جمیلہ خان سے رابطہ کی معلومات

جماعت کی قومی صدر محترمہ جمیلہ خان صاحبہ کا نیا پتہ اور فون نمبر نوٹ فرمالیں:

The Mulberries
7A Bosgrove
London E4 6QT
Tel/fax: 0208 524 8212